یہ فرمایا مکرّر شہہ نے چپ رہ بے حیا چُپ رہ
مگر اس نے ارادے کو نہ اپنے شمہ بھر بدلا

ہوا انجام یہ آخر کو اس کی اس جسارت کا
صدا کچھ ایسی بیٹھی عیب سے سارا ہنر بدلا

نہ نکلی یعنی ہر کوشش سے بھی آواز پھر اس کی
اجل آئی یونہی لیکن نہ قصدِ خیرہ سر بدلا

قطعہ

ہوا بغداد میں گم جب کہ اہکم نامی اک تاجر
تو اس کے ساتھیوں کا حال غم سے سر بسر بدلا

بہت کی جستجو چھ دوستوں نے اس سے ملنے کی
مگر کوشش نہ کام آئی نہ آہوں کا اثر بدلا

غرض وہ سب کے سب جب ڈھونڈھ کر اس کو ہوئے عاجز
تو یوں فرطِ خوشی سے دفعتاً دردِ جگر بدلا

کہ اک فرمانِ تحریری ملا حضرت کا ان سب کو
دلوں کی طرح جس کی ضو سے رنگ بام و در بدلا

ہوئی المختصر تعمیل جب اس حکم مولیٰ کی
تو جو تیرہ تھا غم سے وہ زمانہ سر بسر بدلا

ملی اک مزبلہ پر یعنی اس کی لاش بھی ان کو
دوا دینے سے حسب الحکم اجل کا بھی اثر بدلا

دوبارہ زیست پائی دہر میں اس سر بریدہ نے
گلے پر اک نشاں خنجر کا جو تھا وہ نہ پر بدلا

تھا جیسا پہلے دن ویسا ہی آخر تک رہا یعنی
نہ بدلا رنگ اس کا گو جہاں شام و سحر بدلا

تمنّا بس قصیدہ ختم کردو اب مراد آئی
وہ دیکھو دل ہوا روشن وہ آہوں کا اثر بدلا

مدحِ امیر المومنین حضرت علیؑ مرتضیٰ

مسیح الملک الحکیم العلام مولانا سید علی آشفتہؔ اجتہادی

قطعہ

خدا کی مصلحت پر منحصر ہے وقت آنے دو
کسی دن نور کے ٹکڑوں سے افسانہ بنائیں گے

کوئی جیسے خلیل اللہ کے کانوں میں کہتا ہے
کہ تم کعبہ بناؤ ہم زچہ خانہ بنائیں گے

قصیدہ

الٰہی خیر ہو جوشِ جنون فتنہ ساماں ہے
ہر اک تارِ نفس ہم رشتۂ تارِ گریباں ہے

بھری بستی تمناؤں کی تھی جب سے یہ دل اجڑا
جدھر اب آنکھ اُٹھتی ہے بیاباں ہی بیاباں ہے

نگاہِ یاس نے آخر حقیقت کھول دی ساری
یہ ہستی خواب ہے اور خواب بھی خوابِ پریشاں ہے

بھری برسات اور یہ ہجر کی کالی کٹھن راتیں
دل مایوس یہ ساماں تو مر جانے کا ساماں ہے

وہ دل کونین کی تنظیم میں جو کار فرما تھا
حباب آسا وہی اب زینتِ آغوش طوفاں ہے

تری آغوش میں گور غریباں ہڈیاں تو ہیں
مگر یہ دل تو یوں اجڑا کہ ویرانی بھی ویراں ہے

فلک کی گردشوں نے انقلاب ایسے نہیں دیکھے
کہ خود مظلومیت پر ظلم کی فطرت پشیماں ہے

تغافل کیش کیا ذوق طلب کی اور بھی حد ہے
مرا جوش جنوں اب بے نیاز جیب و داماں ہے

ستم ایجاد نظریں یوں بھلانے کو بھلا ڈالیں
ازل سے نشتر سر تیز پیوست رگ جاں ہے

محبت اف محبت آگ لگ جاتی محبت میں
نہ میرا کوئی مذہب ہے نہ میرا کوئی ایماں ہے

تمہیں کیا تم تو خلوت گاہ کعبہ میں مزے لوٹو
بلا سے کوئی مضطر ہے بلا سے کوئی گریاں ہے

خدا سے اذن جلوہ لوں نبیؐ سے اذن نظارہ
تمہارا عہد و پیماں بھی نرالا عہد و پیماں ہے

ملائک در پہ روکیں، انبیاء ذوق نظر جانچیں
ذرا دیکھو تو کتنی مشکلوں میں دل کا ارماں ہے

لگائے جائیں پہرے، جا بجا قدرت حدیں کھینچے
ٹھہر اب ذوق نظارہ کہاں بڑھنے کا ساماں ہے

حجاب نور حائل ہیں سرا پردہ ہے قدرت کا
جواب عرش اعظم سرزمین کوئے جاناں ہے

اگر دم ہے تو بڑھ کعبے کی دیواروں کو سرکا دے
الٹ دے وہ حجاب نور جلوہ جن میں پنہاں ہے

جو ہمت ہے تو کر دیدار کے شکوے پیمبرؐ سے
وہی ذات مقدس آج کے دن میر ساماں ہے

برستی ہے مئے عرفاں مزے ہیں بادہ خواروں کے
زمیں صحن گلستاں، آسماں جان گلستاں ہے

زمیں کعبے کی، آغوش محمد اور ولی بچہ
خدا والو! بڑھو یہ منزلِ تکمیل ایماں ہے

نگاہ بد کا دھڑکا فاطمہ بنت اسد کیسا
خدائی کا نگہباں یہ خدا اس کا نگہباں ہے

یہی ہے بت شکن بچہ یہی خیبر کشا بچہ
یہی وہ ہے محبت جس کی دل ہے روح ہے جاں ہے

خدا نے اپنے گھر میں خلق کرکے کردیا ثابت
کہ یہ اسلام کی روح رواں ہے دل ہے ایماں ہے

ذرا کہہ دیجئے اے فاطمہ بنت اسد بڑھ کر
رسول اللہ آشفتہ کو بھی جلوے کا ارماں ہے

ذرا اس کے بھی دل کا نور سے کعبہ سنور جائے
نکل جائے وہ کانٹا مدتوں سے جو رگ جاں ہے